

تعداد  
ایک ہزار

# ورثۃ الفرقانِ نربلا

سلسلہ تبلیغ  
۵۹

## علم تجوید و قراءت

کا

تاریخی ارتقاء

تحقیق و ترتیب

قاری رشید احمد تھانوی

ناشر

جُون  
۱۹۹۹ء

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دارالعلوم اسلامیہ  
کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نمبر ۱۸

صفر المظفر  
۱۴۲۰ھ

## علم تجوید و قراءت کا تاریخی ارتقاء

مذہب عالم میں کتب سماوی کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اس لئے کہ ان کا ماخذ وحی الہی ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کی ایک کثیر تعداد دنیا میں مبعوث فرمائی ان انبیاء پر وحی کا نزول ہو تا جو قوموں کی ہدایت و رہنمائی کا سبب بنتا۔ نزول وحی کا یہ سلسلہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر منتہی ہوا۔ اور آخری کتاب قرآن حکیم کی صورت میں امت محمدیہ کے لئے سرچشمہ ہدایت بنا۔ نزول قرآن سے قبل جو کتب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں ان کا بیشتر حصہ دنیا میں محفوظ نہیں ہے یہ کتب سماوی جن زبانوں میں نازل ہوئیں وہ زبانیں آج مردہ ہو چکی ہیں نہ ان کا کوئی عالم یا حافظ دنیا میں موجود ہے نہ ہی کوئی نسخہ اپنی اصلی حالت میں آج کیسے پایا جاتا ہے آج دنیا میں تورات و انجیل کے جو بھی نسخے ہیں وہ ترجمہ در ترجمہ ہیں اور ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونے کی وجہ سے ان کے اپنے اصلی حروف و کلمات قدما تبدیل ہو چکے ہیں، معانی و مفہیم میں تغیرات آچکے ہیں ہر نیا ایڈیشن ترمیم و اضافہ کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

## قرآن عربی

قرآن حکیم عربی میں نازل ہوا اور اسکو صرف اسی زبان میں اسی انداز میں باقی رکھا گیا جس میں وہ پندرہ صدی قبل نازل ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن نے عربی زبان کو دوام بخش دیا اور اب عربی مسلمانوں کی مذہبی زبان بن گئی قرآن جہاں بھی گیا اپنے اصلی حروف کے ساتھ گیا۔ دنیا کے لاکھوں کروڑوں انسان قرآن کی تلاوت صرف اسی ایک زبان میں کرتے ہیں جس میں وہ نازل ہوا۔ عربی ایک زندہ زبان ہے اسکے بولنے، سمجھنے، لکھنے اور پڑھنے والے ساری دنیا میں موجود ہیں یہ زبان اپنے تلفظ اور ادا کے اعتبار سے ایک جامع اور مکمل زبان ہے۔ لغوی

نفاٹس و عیوب سے مبرا ہے اسکا اپنا ایک صوتی تاثر ہے۔

## تلاوت قرآن

قرآن حکیم زمانہ نزول سے لیکر آج تک مسلسل پڑھا پڑھایا جا رہا ہے اسکے علوم کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جس میں امت کے اکابر علماء گراں مایہ خدمات سر انجام دے رہے ہیں اسکے پڑھنے کا ایک خاص اسلوب ہے۔ جسے تلاوت کہا جاتا ہے۔

اسکے لکھنے کا ایک منفرد انداز ہے جس کو رسم عثمانی کہتے ہیں۔ تلاوت قرآن کے جو اصول و قواعد ہیں انکو تجوید کہتے ہیں اس لفظ کے لغوی معنی عمدہ کرنے اور کھرا کرنے کے ہیں، یعنی خوب عمدہ کر کے پڑھنا تجوید سے پڑھنا کہلاتا ہے حدیث میں آتا ہے۔ عن البراء بن عازبؓ قال قال رسول اللہ ﷺ زینوا القرآن باصواتکم۔ (رواہ احمد و ابوداؤد)

قرآن کو اچھی آواز کیساتھ زینت دیکر پڑھو۔ خود نبی کریم ﷺ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم دیا گیا سورہ مزمل میں ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کا واضح حکم موجود ہے۔

ایک حدیث میں ہے، عن زید بن ثابتؓ ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ یحب ان یقرأ القرآن کما انزل (لطائف الاشارات) بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو اس طرح پڑھا جائے جس طرح نازل ہوا۔

## نزول قرآن کس طرح ہوا

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے۔

وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکثٍ ونزلناہ تنزیلاً۔

قرآن کریم ہم نے جدا جدا کر کے اتارا تاکہ لوگوں کو وقفہ کیساتھ تم اسکو پڑھا سکو اور ہم نے اسکو تدریجاً اتارا۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا "لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرآنہ" (القیامہ) (اے نبی آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تاکہ اس



کو جلدی حاصل کر سکیں، اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہمارا ذمہ داری ہے۔)

قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم، سورۃ المزمل میں ارشاد باری ہے ”وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا“۔ (قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)۔ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو ہو بہو اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اتارا گیا ہے تو اسکو چاہئے کہ وہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی قراءت کے مطابق پڑھے۔ (مسند احمد) یاد رہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ تجوید القرآن کا وافر حصہ عطا کیے گئے تھے۔ وہ حسن صوت اور ترتیل کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔

## علم تجوید کی تاریخی حیثیت

عرب چونکہ اہل زبان تھے۔ قرآن پاک انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا اس لئے انہیں تلاوت قرآن میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ حروف کی ادائیگی انکے لئے آسان تھی مخارج اور صفات پر انکو قدرت حاصل تھی اسلئے ابتداء زمانہ میں قواعد تجوید مدون شکل میں موجود نہ تھے بلکہ سینہ بسینہ قرآن کی تلاوت منتقل ہوتی رہی۔ اور ہر شخص قرآن کی تلاوت اسی طرح کرتا جس طرح اسکو سکھایا جاتا لیکن جب اسلام سر زمین عرب سے باہر نکلا اور اسلام کی دعوت عجیبوں کے سامنے آئی، فارس اور روم کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو عرب و عجم کے میل جول سے اس بات کا شدت سے تقاضا ہونے لگا کہ تجوید کے مسلمہ اصولوں کو باقاعدہ مدون کیا جائے تاکہ قرآن کی تلاوت عجیبوں کیلئے بھی اسی طرح آسان ہو جائے جس طرح عربوں کیلئے آسان تھی چنانچہ دوسری صدی ہجری میں امام خلیل ابن احمد الفراء ہمدانی نے حروف کے مخارج و صفات کو بیان کیا انکے بعد امام سیبویہ، امام فراء وغیرہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ ایک قول کے مطابق علم تجوید میں سب سے پہلی کتاب ابو عبید القاسم بن سلام (متوفی ۲۲۳ھ) نے لکھی۔

## علم تجوید میں پہلا قصیدہ

علم تجوید میں سب سے پہلا قصیدہ، موسیٰ بن عبید اللہ ابو مزاحم الخاقانی نے لکھا، جو ۵۱ اشعار پر مشتمل ہے اور حال ہی میں مدینہ منورہ سے شائع ہوا ہے۔ اس قصیدہ کی امام ابو عمرو الدانی التونی ۳۴۴ھ نے مفصل شرح لکھی ہے۔ جس کے مخطوط نسخے مکتبہ رام پور (انڈیا) اور آئر لینڈ کی لائبریری میں موجود ہیں۔ تجوید میں دوسرا قصیدہ ابو الحسن (الملطی) التونی ۳۷۷ھ کا ہے جس میں ۵۹ اشعار ہیں اور وہ ابو مزاحم خاقانی کے قصیدہ پر تجوید کے قواعد میں مزید توضیح و تفسیر بیان کرتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں بہت سے قراء نے کمال شہرت پائی ان میں ابو بکر آجری التونی ۳۶۰ھ، ابوالحسین الشیبزی التونی ۳۸۸ھ، طاہر بن غلبون اور ابو الفتح فارس ۴۰۱ھ کے نام نمایاں ہیں۔ (مؤخر الذکر دونوں حضرات امام القراءات ابو عمرو الدانی التونی ۴۴۴ھ کے مشہور اساتذہ ہیں)۔ چوتھی صدی کے ائمہ تجوید و قراءات میں امام ابو محمد مکی ابن ابی طالب القیسی کو ایک منفرد مقام حاصل ہے انہوں نے علم تجوید و قراءات میں ۸۰ سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے۔ علم تجوید پر سب سے پہلی مفصل کتاب الزعایہ انہی کی تصنیف ہے جس میں وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے ۳۹۰ھ میں تجوید کے قواعد پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر تلاش بسیار کے باوجود میں تجوید پر کسی ایسی تالیف کو پا۔ میں ناکام رہا جو میرے لئے معین و مددگار ثابت ہو چنانچہ تیس سال کی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔

چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں امام ابو عمرو الدانی کی ولادت ہوئی۔ الدانی نے علم تجوید و قراءات کی اشاعت میں نمایاں مقام حاصل کیا آج دنیا میں جتنے بھی لوگ علم تجوید و قراءات میں کوئی مقام رکھتے ہیں وہ سب الدانی کے خوشہ چیں ہیں۔ ابو عمرو الدانی نے اس فن کو کمال درجہ عروج عطا کیا انہوں نے فن تجوید و قراءات پر بہت سی کتب لکھیں۔

## علم التجويد

امام ابو عمرو الدانی کی تصانیف کا تعارف کرانے سے قبل مناسب ہوگا کہ ہم ذرا تفصیل سے اس بات پر روشنی ڈالیں کہ تجوید اور قراءت میں کیا فرق ہے۔؟

تجوید مصدر ہے اور کسی کام کی عمدگی اور خوبی پر یوں لاجاتا ہے اور اسکی ضد الرداءہ ہے اردو میں بھی جید اور ردی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ پس تجوید کے معنی ہوں گے حروف کی ادائیگی میں انتہائی اعلیٰ درجہ تک رسائی حاصل کرنا، تحسین صوت اور تزئین حروف میں درجہ کمال کو پہنچ جانا یعنی ہر حرف کو اسکے مخارج و صفات کی رعایت کرتے ہوئے عمدگی سے پڑھ کرنا جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا ہے چنانچہ ”تجوید“ حروف کی خوبصورتی کا نام ہے جو خلاصہ سماعی ہو جیسے صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے بالمشافہ سن کر نقل کیا ہے نہ اسمیں افراط و تفریط ہے نہ اسمیں تکلف و تصنع ہے۔ پس تجوید کا تعلق حروف کی ادائیگی سے ہے۔ حروف کی اداسے متعلق جو قواعد و ضوابط بیان کیے جائیں انکو تجوید کہتے ہیں۔ جیسے حروف کے مخارج اور صفات۔ حروف کو ادا کرتے وقت مومنانا باریک کرنا کسی حرف کو لمبا کرنا یا نہ کرنا یعنی مد کرنا یا نہ کرنا۔ ایسے ہی غنہ اور انفا کرنا وغیرہ۔ ان قواعد کی رعایت کیساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے چار طریقے معروف ہیں۔ تحقیق، ترتیل، تدویر، حدر۔ خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا تحقیق اسکے بعد ترتیل ہے۔ تدویر ہے اور حدر روانی کیساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔

## علم القراءات

قراءت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن حکیم کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو آنحضرت ﷺ سے سن لینے کی بنا پر ہے۔ مثلاً حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام ابن حکیم کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے ہوئے سنا تو پوچھا



یہ سورۃ تم نے کس سے پڑھی ہے ہشام نے کہ انبی کریم ﷺ سے۔ میں انکو خدمت اقدس میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے دونوں سے سنا اور فرمایا اسی طرح نازل ہوا ہے اور فرمایا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ جو آسان ہو اس پر پڑھو۔ بخاری، مسلم و دیگر محدثین نے (سبعة احرف) سات حروف کی روایت کو بالترتیب نقل کیا ہے۔

سبعة احرف کے معنی میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے محقق ابن الجزری کا قول ہے کہ اس سے لفظی اختلاف اور ادائی تغیر و تبدل کی سات وجوہ مراد ہیں۔ بعض نے اس سے سات لغات مراد لی ہیں۔ ابن الجزری کے قول کی روشنی میں سات قسم کے تغیرات یہ ہیں۔

- ۱۔ حرکات میں تغیر ہو لفظ کے معنی اور صورت رسم وہی رہے۔ جیسے قُرْج، قُرْج۔
- ۲۔ حرکات اور معنی میں تغیر ہو اور صورت رسم وہی رہے۔ جیسے اخَذَ، اخَذَ۔
- ۳۔ حروف اور معنی میں تغیر ہو صورت رسم وہی رہے۔ جیسے تَبَلَّوْا، تَبَلَّوْا۔
- ۴۔ معنی میں تغیر نہ ہو حرف اور صورت بدل جائے۔ جیسے الصراط، السراط۔
- ۵۔ حروف، معنی اور صورت تینوں میں تغیر ہو۔ جیسے يَأْتِلْ، يَتَأَلَّ۔
- ۶۔ تقدیم اور تاخیر کا تغیر ہو۔ جیسے وَقَاتِلُوا وَقَتِلُوا، وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا۔
- ۷۔ حروف کی کمی زیادتی۔ جیسے وَسَارِعُوا، وَسَارِعُوا۔

مذکورہ بالا تمام تغیرات قراءت متواترہ سے ثابت ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ سے براہ راست قراءت پڑھنے والے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ انکو سند متصل کے ساتھ نقل کرنے والے ائمہ قراءت کی تعداد کثیر ہے جن میں سے دس ائمہ کی قراءات متواترہ ہیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں ۱۔ امام نافع مدنی ۲۔ امام ابن کثیر مکی ۳۔ امام ابو عمرو بصری ۴۔ امام عبداللہ ابن عامر شامی ۵۔ امام عاصم کوفی ۶۔ امام حمزہ کوفی ۷۔ امام کسائی کوفی ۸۔ امام ابو جعفر مدنی ۹۔ امام یعقوب بصری ۱۰۔ امام خلف بن ہشام بغدادی ۔

ہر بخاری کی قراءت اور ہر راوی کی روایت حضور اکرم ﷺ تک سند کیساتھ متصل ہے

یہی قراءات عشرہ متواترہ ہیں۔ انکو علماء قراءت نے کتابوں میں مدون کیا ہے چنانچہ ابو عمرو الدانی نے ان میں سے سات قراءات کو اپنی کتاب التیسیر میں بیان کیا ہے۔ آئیے اب ہم ابو عمرو الدانی کی دیگر تصانیف پر ایک نظر ڈالیں۔ التیسیر کے علاوہ ابو عمرو الدانی کی جامع البیان، المقنع، المحکم، البیان فی عد آی القرآن وغیرہ بہت مشہور ہوئیں انہوں نے سو ۱۰۰ سے زیادہ کتب تالیف فرمائیں۔

پانچویں صدی میں قراءت کی امامت کا شرف آپکو حاصل رہا آپ کے دور میں نہ کوئی آپکا ہمسرقانہ بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوا۔ ابو عمرو الدانی نے اپنی کتاب جامع البیان میں پانچ سو طرق و روایات کو درج کیا ہے۔ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں۔ میں نے جو دیکھا اسے لکھ لیا جو لکھا وہ یاد ہو گیا اور جو یاد ہوا اسے کبھی نہیں بھولا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ قراءت کی تحقیق و اتقان آپ پر ختم ہے بعد کے لوگ آپ کے مقلد ہیں اور آپ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں پانچویں صدی ہجری میں اور بھی بہت سے لوگوں نے تجوید و قراءت پر کام کیا ان میں نیشاپور کے امام یوسف بن علی بن جبارہ اللخدی کی تصنیف الکامل علوم تجوید و قراءت کا ایک حسین شاہکار ہے جو کہ مخطوط شکل میں ہے اس صدی میں ابن شریح کی الکافی اور ابو معشر طبری کی تلخیص فی الثمان مشہور ہوئی۔

چھٹی صدی ہجری کے آسمان پر قراءت کا جو آفتاب طلوع ہوا اسکا نام ابو القاسم بن فیرہ الشاطبی ہے۔ آپ ۵۳۸ھ میں قصبہ شاطبہ میں پیدا ہوئے بلا کے ذہین تھے۔ تجوید و قراءت میں ابو عمرو الدانی کی تصانیف حفظ کر لی تھیں۔ حدیث و تفسیر و فقہ و لغت پر امامت کا مرتبہ رکھتے تھے ۵۷۲ھ میں مصر میں مدرسہ فاضلیہ میں شیخ الاقراء مقدر ہوئے علامہ الدانی کی التیسیر کو ۱۱۷۳ اشعار میں قصیدہ لامیہ میں منظوم کیا جس میں قراءات سبعہ کی تمام وجوہ متواترہ کو جمع کر دیا ہے۔ (یہ کتاب الشاطبیہ کے نام سے مشہور ہے) اور قصیدہ راسیہ میں علم الرسم کے وہ تمام قواعد جو ابو عمرو الدانی نے اپنی تصنیف المقنع میں بیان کیے، علامہ شاطبی نے منظوم کر دیے اسی طرح الدانی کی البیان جو کہ عدد آیت



القرآن میں ہے اسکو ناظمۃ الزہرائی قصیدہ میں اشعار کی زبان میں سہل کر دیا۔

امام شاطبی کے تینوں قصائد نے اس قدر شہرت پائی کہ لوگ ان سے پہلی تمام کتابوں کو چھوڑ کر انکے قصائد کے ذریعہ علم تجوید و قراءت کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے لگے۔ آج دنیا بھر میں تجوید و قراءت کے تمام جامعات و مدارس کے نصاب میں قصائد شاطبی شامل نصاب ہیں امام شاطبی کے قصیدہ لامیہ کو جو کہ سات قراءتوں میں ہے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس قصیدہ کی ۱۰۰ سے زیادہ شروح لکھی جا چکی ہیں۔ شراح شاطبی میں جلال الدین سیوطی، ملا علی قاری، علم الدین سخاوی، ابو شامہ اور جعفری وغیرہ ائمہ قراءت کا نام سرفہرست ہے برصغیر ہندوپاک میں بھی اس کتاب کو تجوید و قراءت کے نصاب میں مرکزیت حاصل ہے اسکی اردو میں بھی کئی شروح لکھی جا چکی ہیں ساتویں صدی میں امام شاطبی کے شاگردوں کا دور دورہ رہا آپ کے شاگرد امام علم الدین سخاوی نے الوصید فی شرح القصید کے علاوہ فن تجوید اور وقف و ابتدا پر جمال القراء میں مفصل بحث کی ہے۔ سخاوی نے شاطبی کی الرائیہ کی شرح الوسیلہ کے نام سے لکھی ہے اس زمانہ میں ابو شامہ نے ابراز المعانی لکھی۔ ابو شامہ کا شمار جلیل القدر علماء شام میں ہوتا ہے۔ اسی زمانہ میں امام موصلی نے شاطبی کی شرح کنز المعانی لکھی جو شرح شعلہ کے نام سے معروف ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں امام ابراہیم جعفری نے قصائد شاطبی پر تحقیقی کام کیا۔ لامیہ کی شرح کنز المعانی جو کہ شرح جعفری کے نام سے معروف ہے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب تصنیف فرمائی اور الرائیہ کی شرح جمیلہ بھی لکھی ان کے علاوہ قراءات ثلاثہ پر ایک منظوم قصیدہ النہج الدمانہ فی القراءات الثلاثہ لکھا پھر خود ہی اسکی شرح لکھی جس کا نام خلاصۃ الاحاث رکھا دونوں میں قراءات عشرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

آٹھویں، نویں صدی ہجری کو تاریخ قراءات میں ایک حسین دور سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۵۱ھ کے رمضان کی پچیسویں شب، لیلة القدر میں شام کے شر و مشق میں امام التجوید

والقراءۃ محمد بن محمد الجزری کی ولادت ہوئی ابن الجزری نے حفظ قرآن کے بعد علوم دینیہ کی تکمیل کی اور قراءات کی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شام کے علماء سے قراءات پڑھیں پھر مصر گئے قاہرہ اور اسکندریہ کے مشائخ سے قراءات پڑھیں۔ صرف قراءۃ کے اساتذہ چالیس سے زیادہ ہیں تمام اساتذہ سے سند اجازت حاصل کی۔ علم تجوید و قراءات میں آپ محقق مانے جاتے ہیں آپ کے بعد تاریخ اسلام آپ جیسا جو ہر نامدار دوبارہ پیدا نہ کر سکی ابن الجزری نے علوم القرآن پر بیش بہا تصانیف مرتب فرمائیں قراءات کی صحت سند پر محققانہ روشنی ڈالی۔ کسی قراءت کی یا کسی روایت کی صحت میں ذرہ برابر بھی اگر کہیں شبہ ہوا ہے اور تحقیق سے اسکا تواثر ثابت نہ ہو سکا تو اس کو قراءات سے خارج کر دیا ہے اسکی تلاوت کو ممنوع قرار دیدیا کہ یہ معیار تواثر پر پوری نہیں اترتی اسی طرح وہ تمام قراءات جو گوشہ گنہی میں چلی گئی تھیں انکو تحقیق سے ثابت کیا اور مشائخ سے گھر گھر جا کر اپنی سند کو ان سے متصل کیا اور انکے تواثر کو قائم کیا اور جن قراءات کا تواثر ثابت نہ ہو سکا ان کو شاذ قرار دیدیا۔

ابن الجزری نے ابتدا جوانی سے ہی تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا تھا۔ انکی سب سے پہلی کتاب التمهید ہے جو علم تجوید میں ایک بہترین رسالہ ہے۔ اور مقدمۃ الجزری کے نام سے قواعد تجوید پر منظومہ مکمل کیا۔ ابن الجزری نے امام شاطبی کے قصیدہ لامیہ کے طرز پر ایک قصیدہ لکھا جو شاطبی کے قصیدہ کا مکملہ قرار دیا جس میں سات قراءات متواترہ کے ساتھ تین مزید قراءات کو ملا کر دس قراءات مکمل کر دیں اس قصیدہ کا نام الدرہ المضیہ رکھا گیا۔ ان کے علاوہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ایک اور قصیدہ الطیبہ کے نام سے قراءات عشرہ میں لکھا ہے۔ ایک مدلل کتاب النشر فی القراءات العشر کے نام سے قراءات عشرہ میں لکھی جو اپنی مثال آپ ہے، پھر اسکی تلخیص تقریب النشر کے نام سے لکھی۔ آپ نے نویں صدی تک قراء کے حالات زندگی پر کتابیں لکھیں جس میں قرآن کے حاملین کی ایک عظیم تاریخ جمع کر دی۔ طبقات القراء میں آپکی غایۃ النہایہ دو جلدوں میں بہترین کتاب ہے۔ ادعیہ ماثورہ پر ابن الجزری کی حصن حصین کج گھر گھر میں

پڑھی جاتی ہے۔ محقق المن الجزری کا نام تجوید و قراءت میں حرف اثر بن چکا ہے بعد کے تمام لوگ انہی کے پیروکار ہیں۔ دسویں صدی میں علامہ جلال الدین سیوطی نے علوم القرآن میں ایک معرکہ الاراء کتاب الاتقان فی علوم القرآن لکھی۔

گیارہویں صدی میں ملا علی قاری نے فن قراءت میں شہرت حاصل کی انہوں نے امام شاطبی کے قصائد کی مفصل شرح لکھیں۔ لامیہ کی شرح ہندوپاک میں چھپ چکی ہے مگر تایاب ہے الرائیہ کی شرح زیر تحقیق و طبع ہے۔

بارہویں صدی میں اتحاف فضلاء البشر لکھی گئی یہ کتاب شیخ احمد البناء کی تصنیف ہے بہت عمدہ کتاب ہے اسمیں دس قراءات متواترہ کے ساتھ ساتھ چار قراءات شاذہ بیان کی گئی ہیں۔ تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری میں پھر ایک بار فن تجوید و قراءات کا زور و شور ہوا اور مصر، شام، ترکی، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس فن پر گراں قدر خدمات انجام دی گئیں مصر میں شیخ محمد متولی اور ابن تلامذہ خصوصاً شیخ علی ضباع نے تجوید و قراءات کے فروغ و اشاعت پر بہت محققانہ کام کیا۔ آج تجوید و قراءات کی کوئی بھی کتاب اٹھالیں اس پر علی ضباع کی تحقیق و تصحیح موجود ہوگی مصر کے جامعہ ازہر میں معبد القراءات قائم کیا گیا اور اسمیں باقاعدہ قراءات عشرہ کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے، جہاں سے علماء قراءات کی ایک بہت بڑی تعداد فیضیاب ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ نے تجوید و قراءات کی تعلیم میں تیرہویں صدی میں بہترین کردار ادا کیا۔ موجودہ دور میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مکیہ القرآن بھی قراءات عشرہ کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

زمانہ قدیم میں ہندوستان میں پانی پت، دہلی، لکھنؤ اور دیوبند تجوید و قراءات کا گوارہ بنے رہے پانی پت کے شیخ محی الاسلامؒ نے اردو میں شرح سبعہ قراءات تصنیف فرمائی یہ کتاب بھی المن الجزری کے بعد اپنے دور کی بہترین کتاب ہے۔



پھر انکے تلمیذ خاص قاری فتح محمدؒ نے امام شساطیؒ کے قصائد کی اردو میں بہترین شرح لکھیں ہیں۔ قاری فتح محمدؒ اور انکے تلامذہ نے ہندوپاک میں تجوید و قراءات اور حفظ قرآن کا وہ مثالی کام کیا ہے کہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ ادھر لکھنؤ میں قاری عبدالمالکؒ اور دیوبند میں قاری حفظ الرحمنؒ نے تجوید و قراءات کی تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور اور ملتان تجوید و قراءات کا مرکز بنے ہوئے ہیں لاہور میں قاری عبدالمالک صاحبؒ، قاری عبدالعزیز صاحب شوقیؒ، قاری انصار احمد تھانویؒ، قاری محمد شریف صاحبؒ اور قاری حسن شاہ صاحبؒ اپنے اپنے دور میں فن تجوید و قراءات کے امام رہے۔ ملتان میں قاری رحیم بخشؒ اور قاری محمد طاہر کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ موجودہ دور میں قاری احمد میاں تھانویؒ، قاری محمد ابراہیمؒ، قاری محمد اور محمد عاصمؒ، قاری عبدالرحمن ڈیرویؒ (لاہور) اور قاری عبدالمالک کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

## پاکستان میں علم تجوید و قراءات کی اشاعت میں مدارس دینیہ کا

### کردار

دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں علم تجوید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور وفاق المدارس العربیہ کے درجہ متوسطہ اور ثانویہ عامہ میں علم تجوید حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ”جمال القرآن“ اور حضرت قاری عبدالرحمن صاحبؒ کی ”فوائد مکیمہ“ عرصہ دراز سے شامل نصاب ہیں۔ اس کے علاوہ تجوید و قراءات کی خصوصی تعلیم کیلئے ملک کے گوشہ گوشہ میں تجوید و قراءات کے مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے، جہاں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ روایت حفصؒ (یعنی قراءات عشرہ میں سے امام عاصم کوئیؒ کی قراءات بروایت امام حفصؒ) کو تجوید کے ساتھ پڑھانے کا عمومی اہتمام ہے۔

تجوید و قراءات کے بعض بڑے مدارس میں قراءات سبعہ و ثلاثہ یعنی قراءات عشرہ متواترہ کی تعلیم کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔

تجوید و قراءات کی عظیم درسگاہ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور گذشتہ پچاس سال سے پاکستان میں اس فن کی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے اس ادارہ کے فضلاء آج دنیا بھر میں تجوید و قراءات کی تعلیم دے رہے ہیں پاکستان کے اکثر مدارس میں دارالعلوم کے فاضل قراء مسند قراءت پر جلوہ افروز ہیں۔ لاہور میں تجوید القرآن، دارالترتیل، دارالقرآن، دارالتجوید، دارالقرآن اور مکتبہ القرآن کے نام سے کئی ادارے آج بھی مصروف عمل ہیں۔ ملتان، بہاولپور، کوئٹہ، پشاور، کراچی میں بہت سے تعلیمی ادارے علم تجوید و قراءت کا مرکز ہیں۔

تحقیق و ترتیب

رشید احمد تھانوی

مدرس جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

## جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

علامہ شبیر احمد عثمانی کے ایماء پر قاری سراج احمد کی قائم کردہ دینی کی ود عظیم درس گاہ ہے جو ۱۹۴۸ء سے مصروف خدمت ہے۔

اب یہاں الحمد للہ تبوید و قراءات کے ساتھ دورہ حدیث تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق تعلیم ہو رہی ہے۔ اور ان کے نصاب تعلیم کو وفاق المدارس کے نصاب میں اس طرح مدغم کیا گیا ہے کہ طالب علم ثانویہ عامہ کے پہلے سال میں تبوید کی روایت حنفیہ مکمل کر لے، ثانویہ خاصہ کے سال دوم کے اختتام پر اس کی سبب قراءات مکمل ہو جائیں اور عالیہ کے دو سالوں میں عشرہ قراءات مکمل کر لے۔ اس کے بعد عالیہ (دورہ حدیث) کا نصاب مکمل کر کے ایک طرف مکمل عالم بنے تو ساتھ ہی عشرہ کا بہترین قاری بھی ہو اور اس کو مدرسہ کی اسناد قراءات کے ساتھ وفاق المدارس کی سند ات بھی مل جائیں۔

طلباء کو نظام الاوقات کا پابند کیا گیا ہے۔ جس میں ہر کام کے لیے وقت مقرر ہے۔ سو نہ جانے، پڑھنے، کھانے، کھیلنے اور نماز کے اوقات متعین ہیں۔

طلباء کا داخلہ انٹرویو کے ذریعہ ہوتا ہے ششماہی اور سالانہ امتحانات تحریری لیے جاتے ہیں۔ سالانہ امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام ہوتا ہے۔

درس نظامی متوسط سے دورہ حدیث تک، حفظ و ناظرہ تبوید و قراءات سبب و عشرہ، اسکول کی مدخل تک تعلیم اور تحقیق و تصنیف نیز انتظامی امور کے لیے کل (۶۵) افراد کا عملہ مصروف خدمت ہے۔

طلباء کی تعداد حفظ و ناظرہ کے درجات میں (۴۱۶) اور درس نظامی متوسط سے دورہ حدیث تک نیز قراءات سبب و عشرہ اور تبوید للعلماء میں (۳۲۵) اس طرح کل تعداد (۴۴۱) زیر تعلیم ہے ان میں سے (۳۸۵) طلباء کے قیام و طعام، نقد و علفیہ، درسی کتب مہیا کرنے اور علاج و معالجہ کی سہولت کی ذمہ داری دارالعلوم پر ہے۔

الحمد للہ درس نظامی کے سال اول سے اوپر تک تمام درجات کے اکثر طلباء حافظ قرآن ہیں۔ جامعہ کی طرف سے ہر ماہ دینی معلومات پر مشتمل حکیم الامت حضرت تھانوی کا ایک وعظ یا علماء دیوبند کا کوئی ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

اورہ اشرف التہقیق میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی اور ان کے ہمراہ چار ماہر علماء احکام القرآن کی تدوین کا کام مکمل کر چکے ہیں جس کی ایک جلد شائع ہو چکی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے وصال کے بعد سے علماء جمیل الفتاویٰ اور بعض دوسرے تحقیقی مسائل کی تدوین و



ترتیب میں مصروف ہیں۔

بردرجہ میں نماز ٹھہرے قبل امت مسلمہ کے لیے روزانہ خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔  
مدرسہ کا کوئی سفیر چندہ کے لیے نہیں ہے، نہ جمعہ و عیدین یا جلسہ کے اجتماعات میں چندہ  
کی اپیل کی جاتی ہے اور نہ ہی چندہ کے لیے مدرسہ یا مسجد میں کوئی بکس رکھا گیا ہے۔ البتہ جو احباب  
مدرسہ کو مابانہ عطیات دیتے ہیں ان سے وصولی کے لیے محصل مقرر ہے۔ حکومت کے کسی ادارہ سے  
کسی قسم کی مالی معاونتیں لی جاتی۔ اگر آپ اپنا تعاون خود نہ پہنچا سکیں تو مدرسہ میں اطلاع کر دیں  
محصل جا کر لے آئیگا۔

اس وقت مابانہ اخراجات تقریباً پانچ لاکھ روپے ہیں۔

یہ تمام مصارف محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے زکوٰۃ و صدقات اور عام  
عطیات سے پورے ہوتے ہیں۔

آپ بھی اسی عظیم صدقہ جاریہ میں بھر پور حصہ لے کر اپنے والدین، اعزہ اولاد کے  
ذخیرہ آخرت فراہم کیجیے۔

الحمد للہ دارالعلوم تعلیمی، تحقیقی اور تبلیغی خدمات میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے اس وقت  
دارالعلوم پانچ مختلف جگہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جگہ کی قلت کام میں بہت  
بڑی رکاوٹ ہے۔ جس کے حل کے لیے شہری آبادی سے قریب تر بڑی جگہ کی تلاش جاری ہے  
بڑی جگہ کے لیے بڑے وسائل کی بھی ضرورت یقینی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں جامعہ دارالعلوم  
محبت رکھنے والے جگہ کی نشان دہی اور وسائل کی فراہمی میں مقدور بھر حصہ لیں گے۔

مجلس منتظمہ و مہتمم جامعہ دارالعلوم اسلامیہ المانور

مرکزی درس گاہ۔ ۲۹۱ کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور فون:- ۳۳۸۰۶۰-۳۳۲۲۱۳

شاخ (۱) پرائی انارکلی چریچ روڈ لاہور۔ فون:- ۷۳۵۳ ۷۲۸

شاخ (۲) اردو نگر نزد مورسمن آباد لاہور

شاخ (۳) دارالفتح عباس بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور فون:- ۵۳۱۰۳۱۱

شاخ (۴) مسجد ابو بکر رومی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کے بینک اکاؤنٹ نمبر

۱۱۰۔ دی بینک آف پنجاب مصطفیٰ ٹاؤن برانچ ۱۲۔ کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور

۷۔ ۵۵۷۔ ۰۱۱۰۔ یو بی ایل ٹیسن روڈ برانچ لاہور

